روزنامہ
الفضل
ٹیلیفون نمبر 047-6213029 C.P.L 29-FD
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعرات 5راکتوبر 2006ء 11رمضان 1427ہجری 5اخاء 1385ہش جلد 56-91 نمبر 225

رمضان میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو آپ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی اور آپؐ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ جودوسخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر5)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یکم دسمبر 1902ء کو مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضرت مسیح موعود مغرب کی نماز گذار کر (بیت الذکر) کی سقف پر چاند دیکھنے تشریف لے گئے اور چاند دیکھنے کے بعد پھر (بیت الذکر) میں تشریف لائے۔

فرمایا کہ:۔

رمضان گزشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔(۔) صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس (البقرہ:186) میں یہی اشارہ ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔(۔)

(ملفوظات جلد دوم ص 561)

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ ایک عبادات مالی، دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے۔ (کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری وصد عیب۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ (ملفوظات جلددوم ص 562)

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ (البقرہ:185) یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے۔ تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔ (ملفوظات جلد دوم ص 563)

خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہو چکا ہے جو نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کا ایک لفظ پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پس جتنی زیادہ ہم تلاوت قرآن کریم کرنے والے اور اس کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے والے ہوں گے اتنا ہی قرب الٰہی اور خدا کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”پرستش کی جڑھ تلاوت کلام الٰہی ہے۔ کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جائے یا سنا جائے تو ضرور سچے محبّ کیلئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے“

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد2 صفحہ 283)

پھر آداب تلاوت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جائے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں کا قبول ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 656)

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ رمضان المبارک کے اس مقدس مہینہ میں کلام پاک کی کثرت سے تلاوت کریں۔ کوشش کریں کہ مترجم قرآن کی مدد سے کم از کم ایک دور قرآن پاک کا اس مبارک مہینہ میں ہو جائے اور ہم خدا کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور یہ مہینہ حقیقت میں ہمیں متقی اور خدا کا محبوب بنانے والا ہو۔ آمین

(مرسلہ: ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی)

تبصرہ

بخارِ دل

(کلام حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

مرتبہ: امتہ الباری ناصر صاحبہ
ناشر: لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی
کتاب نمبر: 83
پرنٹر: وائی آئی پریس کراچی
صفحات: 304

خانوادۂ میر درد کی شعری روایات کے پاسدار اور حضرت میر ناصر نواب کے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کا وجد آفریں کلام خوبصورت انداز میں شائع کرنے کی سعادت لجنہ کراچی کے حصے میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کراچی صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں کتب شائع کرنے کے منصوبے پر ثابت قدمی سے عمل کر رہی ہے اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کا شعری مجموعہ بخار دل اس سلسلہ کی 83ویں کتاب ہے۔ قبل ازیں بارہ سو صفحات پر مشتمل مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کا طویل کام بھی لجنہ کراچی کے حصہ میں آیا اور حضرت میر صاحب کے رشحات قلم کو سمیٹ کر اپنی بساط کے مطابق خوبصورتی سے پیش کرنے کی سعی بجائے خود بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔ حضرت میر صاحب کو خدا تعالیٰ نے کمال فیاضی سے علم الادیان اور علم الابدان سے تو مالا مال کیا ہی تھا۔ مستزاد یہ کہ قوت تحریر و تقریر پر بھی قدرت عطا فرمائی۔

پہلے پہل محترم محمد اسماعیل پانی پتی صاحب نے نہایت محبت وعقیدت اور فنی مہارت سے حضرت میر صاحب کا کلام مرتب کیا۔ آپ نے بخار دل تین مرحلوں میں شائع کی۔ حصہ اول 1928ء میں، اس میں حصہ دوم کے اضافے کے ساتھ 1945ء میں اور پھر وفات کے بعد ملنے والے کلام کو شامل کر کے مکمل بخار دل 1970ء میں شائع کی۔ ابتداء میں آپ نے نظموں کو زمانہ تصنیف کے مطابق ترتیب دیا لیکن بعد میں یہ ترتیب قائم نہ رہی۔

زیر تبصرہ کتاب میں محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ نے ان نظموں کو اوقات اشاعت کے مطابق ترتیب دیا ہے۔ علاوہ ازیں قطعات و رباعیات حصہ اول، حصہ دوم اور وفات کے بعد ملنے والے کلام سے لے کر یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح حضرت میر صاحب کی روایتی خوش طبعی اور مزاح کا رنگ لئے ہوئے نظمیں بھی ایک جگہ کر دی ہیں۔ کتابت کی بعض اغلاط کو درست کر کے مشکل الفاظ پر اعراب لگا کر کھلا کھلا لکھوا دیا گیا ہے۔ لجنہ کراچی نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ بخار دل حسین تر ہو کر منظر عام پر آئے اور اس کا ظاہری حسن اس کے معنوی حسن تک رسائی میں مددگار ہو۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب اپنے مجموعہ کے تعارف میں بیان فرماتے ہیں۔ شعر کی تعریف اس سے زیادہ نہیں کہ وہ باوزن ہو اس کے الفاظ عمدہ اور مضمون لطیف ہو۔ میرے بزرگوں کو چونکہ شاعری سے مناسبت تھی اس لئے مجھ میں بھی کچھ حصہ اس ذوق کا فطرتی طور پر آیا ہے مگر اس طرح کہ دس دس بارہ بارہ سال کے عرصہ میں ایک شعر بھی نہیں کہتا پھر بھی کچھ کہہ لیتا ہوں دوسرے یہ کہ میرے اشعار مطلب کے حامل ہوتے ہیں نہ کہ الفاظ کے۔ میں ایک مضمون ذہن میں رکھ کر شعر کہتا ہوں اور الفاظ اس مضمون کے پابند ہوتے ہیں نا کہ مضمون الفاظ کا۔ اس لئے بجائے تغزل کے یہ اشعار نظم کی صورت رکھتے ہیں۔

حضرت میر صاحب نے 1903ء سے شعر کہنے شروع کئے اور آخری وقت تک کچھ نہ کچھ کہتے رہے۔ آپ کے مجموعہ کلام کو اگر عمیق نظر سے پڑھا جائے تو اس میں بالعموم دین کی تائید، احمدیت کی حمایت، دینی قدروں کی طرف توجہ، احباب کو نصائح بچوں کی تربیت، دعوت الی اللہ اور پند و نصائح کی ترویج وغیرہ جیسے موضوعات پائے جاتے ہیں۔ آپ کا ناصحانہ اور صوفیانہ کلام بے حد دلنشیں اور مؤثر ہے۔ آپ کے کلام میں سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

ہے تجھ سے آشنا کی الٰہی دعا یہی
جو رہ تجھے پسند ہے اس پر چلا مجھے

میرا محبوب ہے وہ جان جہان عشاق
اس سے جو دُور رہا قالب بے جاں ہے وہی

جب سے میں بیعت میں داخل ہو گیا
تارک جملہ رذائل ہو گیا

الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے
مری زندگی پاک و طیب بنا دے

مل گئی جس کو احمدیت ہے
اس پہ حق کی کمال رحمت ہے

بس تجھی کو تجھ سے ہوں میں مانگتا
اور کچھ خواہش نہیں اس کے سوا
عشق تیرا جلوہ گر اس دل میں ہو
اور سدا حاصل رہے تیری رضا

(ایف۔شمس)

☆☆☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

محترم سید ولی اللہ شاہ صاحب کی وفات

محترم سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مربی سلسلہ مشرقی افریقہ دارالعلوم وسطی ربوہ مورخہ 28 ستمبر 2006ء کو لاہور میں بعمر 82 سال وفات پا گئے۔ آپ کے والد کا نام مکرم سید محمد لطیف شاہ صاحب تھا جو آپ کے نانا حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب 22 دسمبر 1924ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے میٹرک اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ 1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر زندگی وقف کی۔ 1945ء میں آپ مشرقی افریقہ پہنچے وہاں ساڑھے گیارہ سال تک خدمات سلسلہ سرانجام دیں۔ اور بے شمار دورہ جات کئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد گولبازار ربوہ میں نیروبی ہاؤس کے نام سے دکان بنائی بعدہ اپنے مکان واقع دارالعلوم وسطی میں یہ دکان منتقل کر لی۔ آپ محلے کی سطح پر مختلف شعبہ جات میں خدمت کرتے رہے۔ آپ پابند صوم وصلوٰۃ ملنسار محبت کرنے والے اور دھیمے لہجے کے انسان تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 29 ستمبر 2006ء کو بیت اقصیٰ میں بعد نماز جمعہ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کرائی۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت حضرت سید ناظر حسین شاہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود 2003ء میں وفات پا گئی تھیں۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم سید سمیع اللہ شاہ صاحب سیکرٹری وقف جدید علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور دو بیٹیاں مکرمہ سیدہ منصورہ کلثوم صاحبہ (سابق کارکن لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ) زوجہ ڈاکٹر سید سجاد حسین صاحب فجی اور سیدہ عظمیٰ وقاص صاحبہ اہلیہ کیپٹن وقاص نعیم احمد صاحب یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

ولادت

مکرم محمد احمد صاحب کشمیری معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 16 ستمبر 2006ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے جو وقف نو میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے بچے کے نیک خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم چوہدری طارق محمود تبسم صاحب ولد مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب مرحوم مالو کے بھگت ضلع سیالکوٹ حال مقیم کینیڈا مورخہ 11 ستمبر 2006ء بعمر 65 سال کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم کے والد محترم چوہدری اللہ بخش صاحب مرحوم مالو کے بھگت اپنے خاندان میں سے اکیلے احمدی تھے۔ اور والدہ محترمہ استانی محمودہ صاحبہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے احمدیہ سکول سیالکوٹ کی بنیاد رکھی تھی۔ مرحوم جماعت کے دیرینہ خادم حضرت مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مرحوم کے بھانجے اور محترم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم حلقہ اراضی یعقوب سیالکوٹ کے سب سے چھوٹے داماد تھے آپ کچھ عرصہ کویت میں مقیم رہے پھر کینیڈا منتقل ہو گئے۔ اور جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کینیڈا میں مس سیگا ویسٹ میں سیکرٹری وصایا کے عہدے پر کام کی توفیق بھی پائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اس لئے مورخہ 16 ستمبر 2006ء کو جنازہ ربوہ لایا گیا۔ مورخہ 17 ستمبر 2006ء کو صبح دس بجے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں ان کی نماز جنازہ محترم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ مرحوم متعدد خوبیوں کے مالک تھے جن میں طبیعت کی سادگی اور مہمان نوازی قابل ذکر ہے غریبوں کا بھی بہت خیال رکھنے والے تھے۔ اس کے علاوہ مرحوم حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری طرح پاسداری کا بھی خیال رکھتے تھے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

مکرم شفیق احمد گھمن صاحب نمائندہ مینیجر الفضل توسیع اشاعت الفضل چندہ جات اور بقایا جات کی وصولی اور الفضل میں اشتہارات کی ترغیب کے سلسلہ میں ضلع ملتان مظفر گڑھ ڈیرہ غازی خان لیہ راجن پور کے دورہ پر ہیں تمام احباب جماعت سے تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

تبرکات

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

رمضان المبارک کے دس10 خاص مسائل

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدائے قدوس کی آخری شریعت کے نزول کا آغاز ہوا اور کلام الٰہی اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اس مہینہ کو روزہ کی خاص عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ اس مہینہ میں ہر اس عاقل بالغ مرد و زن پر روزہ واجب ہے۔ جو بیماری یا سفر کی حالت میں نہ ہو۔ مگر ڈیوٹی کے لحاظ سے دائمی سفر پر رہنے والوں کو روزہ رکھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا سفر ایک گونہ قیام کا رنگ رکھتا ہے۔

(2) بیمار یا مسافر کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت گزرنے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ کر اپنے روزوں کی گنتی پوری کرے تا کہ اس کی عبادت کے ایام میں فرق نہ آئے اور ثواب میں کمی واقع نہ ہو۔ اس غرض کے لئے حائضہ عورت بھی بیمار کے حکم میں ہے مگر بیماری اور سفر میں روزہ ملتوی کرنے کے باوجود رمضان کی دوسری برکات سے حتی الوسع متمتع ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(3) جو شخص بڑھاپے یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور رہا اور بعد میں گنتی پوری کرنے کی امید بھی نہ رکھتا ہو۔ (بہانہ کے طور پر نہیں بلکہ حقیقۃً) اس کے لئے یہ حکم ہے کہ روزہ کے بدل کے طور پر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہینہ بھر کے کھانے کے انداز سے فدیہ ادا کرے یہ فدیہ کسی مقامی غریب اور مسکین کو نقدی یا طعام ہر دو صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے اور اس غرض کے ماتحت مرکز میں بھی بھجوایا جاسکتا ہے۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت بھی اسی حکم کے ماتحت آتی ہے یعنی وہ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ ادا کرسکتی ہے۔

(4) روزہ طلوع فجر یعنی پو پھوٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک رکھا جاتا ہے اور اس میں کھانے پینے یا بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مگر بھول چوک کر کوئی چیز کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا سحری کھانے میں دیر کرنا اور افطاری میں جلدی کرنا سنت نبویؐ ہے تا خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اپنی خواہش کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

(5) روزہ رکھنے والے کے لئے لازم ہے کہ اپنا وقت خصوصیت سے نیکی اور تقویٰ طہارت اور صداقت قول اور صداقت عمل میں گزارے اور ہر قسم کی بدی اور بیہودگی سے کلی اجتناب کرے۔ مگر اس نیت سے نہیں کہ رمضان کی قید کے ایام کے بعد پھر سستی اور بدی کی مادر پدر آزادی کی طرف لوٹ جائے گا۔ بلکہ اس نیت سے کہ وہ اس ٹریننگ کے نتیجہ میں ہمیشہ نیک اور متقی رہنے کی کوشش کرے گا اور خشیت اللہ کو اپنا شعار بنائے گا۔

(6) روزوں کے ایام میں نمازوں کی پابندی اور تلاوت قرآن مجید اور دعاؤں اور ذکر الٰہی اور درود شریف میں شغف خاص طور پر ضروری ہے اور روزوں کی راتوں میں تہجد کی نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔ تہجد کی نماز مومنوں کو ان کے مخصوص انفرادی مقام محمود تک پہنچانے اور نفس کی خواہشات کو کچلنے اور دعاؤں کی قبولیت کا رستہ کھولنے اور انسان کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں بے حد مؤثر ہے (یہ سب قرآنی اشارات ہیں) دن کے اوقات میں ضحیٰ یعنی اشراق کی نماز بھی بڑے ثواب کا موجب ہے۔ تہجد کا بہترین وقت نصف شب اور فجر کی نماز کے درمیان کا وقت ہے۔

(7) رمضان کے مہینہ میں صدقہ و خیرات اور غریبوں اور مساکین اور یتامیٰ اور بیوگان کی امداد حسب توفیق زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ہمارے آقا رسول پاک ﷺ کا ہاتھ غریبوں کی امداد میں ایک ایسی تیز آندھی کی طرح چلتا تھا۔ جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ رمضان کا یہ صدقہ و خیرات فدیہ رمضان اور صدقۃ الفطر کے علاوہ ہے۔

(8) جن لوگوں کو توفیق ہو اور فرصت مل سکے اور حالات موافق ہوں ان کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں بیت الذکر کے اندر اعتکاف بیٹھنا موجب ثواب ہے۔ یہ ایک قسم کی وقتی اور محدود رہبانیت ہے جس کے ذریعہ انسان دنیا سے کلی طور پر نہ کٹنے کے باوجود انقطاع الی اللہ کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ اعتکاف میں دن رات بیت میں بیٹھ کر عبادت اور ذکر الٰہی اور دعاؤں اور تلاوت قرآن مجید اور دینی مذاکرات میں وقت گزارنا چاہئے۔ اور نیند کو کم سے کم حد میں محدود رکھنا چاہئے۔ رفع حاجت یعنی پیشاب پاخانہ کے لئے بیت سے باہر جانے کی اجازت ہے اور رستہ میں کسی مریض کی مختصر سی عیادت کرنے میں بھی حرج نہیں۔

(9) رمضان کے آخری عشرہ میں اور خصوصاً اس کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی آتی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص الخاص برکتوں سے معمور ہوتی ہے۔ اسے لیلۃ القدر یعنی بزرگی والی رات کہتے ہیں۔ اس میں دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اور رحمت کے فرشتے مومنوں کے قریب تر ہوجاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخری عشرہ کی راتوں میں زیادہ دعائیں کی جائیں اور نوافل پر زیادہ زور دیا جائے اور رات کی مردہ تاریکی کو روحانی زندگی کے نور سے بدل دیا جائے۔ لیلۃ القدر گویا خدا کی طرف سے مومنوں کے لئے اختتام رمضان کا ایک مبارک ہدیہ ہے۔

(10) عید الفطر سے قبل غرباء کی امداد کے لئے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کی مقدار ایک صاع گندم یا نصف صاع گندم کے حساب سے مقرر ہے۔ جو گھر کے ہر مرد و عورت اور ہر لڑکے، لڑکی بلکہ بے تنخواہ کام کرنے والے نوکروں تک کی طرف سے بھی ادا کرنی لازم ہے۔ یہ رقم گندم کی رائج الوقت قیمت کا اندازہ ہونے پر مقامی محصلوں کو ادا کرنی چاہئے تا کہ مناسب انتظام کے ساتھ اچھے وقت پر غرباء میں تقسیم ہوسکے۔ وتلك عشرة كاملة۔

نوٹ:۔ رمضان اور عید الفطر کے بعد شوال کی دوسری تاریخ سے لے کر سات تاریخ تک چھ نفلی روزے رکھنا مسنون ہے اور موجب ثواب۔ جس طرح نماز کے بعد کی سنتیں ہوتی ہیں۔ یہ گویا روزوں کے بعد کی سنتیں ہیں۔ (الفضل 10 اپریل 1957ء)

پیوستہ خلافت سے رہنا

صد شکر کہ ہم اس گلشن میں آرام و سکوں سے رہتے ہیں
صد شکر کہ ہم ان میں سے نہیں جو دشت خار میں مرتے ہیں

ہم شاخیں 'درخت وجود' کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے ان کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں

ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں

وہ لطف جو ایم ٹی اے میں ہے دنیا کے کسی چینل میں نہیں
اخبار ہے اک الفضل کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں

لگتا ہے خدا نے سن لی ہے فریاد جو مضطر نے کی ہے
آقا کو دعا کا خط لکھ کر جب اپنی میز پہ رکھتے ہیں

ہم جاہل، کاہل، عاجز ہیں رحمان کی رحمت کے خواہاں
کوشش کے خالی خانوں میں ہم آنکھ کا پانی بھرتے ہیں

بچوں کو وصیت ہے میری پیوستہ خلافت سے رہنا
جو رشتہ شجر سے رکھتے ہیں بس وہ ہی پھولتے پھلتے ہیں

ا.ب.ناصر

مکرم محمد زکریا ورک صاحب

ٹمبکٹو
مالی (افریقہ) کا ہزاروں سال پرانا شہر

یہاں عربی اور عبرانی زبان میں ستر لاکھ سے زائد نادر اسلامی مخطوطات موجود ہیں

ٹمبکٹو کا افسانوی شہر مالی (افریقہ) کے ملک میں ہزاروں سال پرانا شہر ہے۔اس کی شہرت کی بڑی وجہ یہاں پر پرائیویٹ اور پبلک لائبریریوں میں موجود عربی و عبرانی رسم الخط میں لکھے ہوئے ستر لاکھ اسلامی مخطوطات ہیں جو ہزاروں سال پرانے ہیں۔ یہ اسلامی مخطوطات اس شہر کا انمول خزانہ ہیں جس کی دیکھ بھال کے لئے کام شروع ہو چکا ہے۔یہاں پر صدیوں پرانے قرآن پاک اور صحیح بخاری کے قلمی نسخے بھی ہیں۔ان مخطوطات کی زبردست اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ان کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کی خاطر ڈیجی ٹائز (Digitize) کیا جا رہا ہے۔

مغربی افریقہ میں اسلام کی بے مثال وسعت کے دوران ٹمبکٹو نے مرکزی کردار ادا کیا۔یہاں پر قرآن کی تعلیم اور تدریس کے لئے عظیم الشان مدرسہ قائم تھا۔یہاں کے اساتذہ مکہ اور مصر سے تعلیم حاصل کر کے آتے تھے۔کہتے ہیں کہ چودھویں صدی میں مالی کا متمول بادشاہ منشاء موسیٰ (1332ء-1307ء) جب حج کے عزم سے سفر کرتے ہوئے قاہرہ میں سے گزرا تو اس کے ساتھ 60 ہزار غلام، 12 ہزار خادم اور سپاہی، متعدد بیویاں اور 80 اونٹ تھے۔ہر اونٹ پر ایک سو پاؤنڈ سونا لدا ہوا تھا۔قاہرہ میں اس نے اپنی سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام الناس میں اتنے طلائی تحائف تقسیم کئے کہ بازار میں سونا وافر مقدار میں آجانے سے اس کی قیمت گر گئی۔ بادشاہ کی آمد اور اس کی سخاوت سے مالی کا نام زبان زد عام ہو گیا۔

ٹمبکٹو شہر صحارا کے جنوب میں نائیجر دریا سے 13 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔شہر کی بنیاد 1100ء میں رکھی گئی تھی۔تیرھویں صدی میں یہ مالی کی سلطنت کا حصہ بن گیا۔ابن بطوطہ جب 1353ء میں یہاں آیا تو یہ مالی کی حکومت کے زیر انتظام تھا۔

کسی زمانے میں یورپ میں انسان نے اگر یہ کہنا ہوتا کہ فلاں شہر کے بعد دنیا ختم ہو جاتی ہے تو فوراً ٹمبکٹو کا شہر ذہن میں ابھر آتا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ شہر کسی زمانے میں تجارت اور علم و دانش کا عظیم الشان مرکز ہوا کرتا تھا۔مسلمان تاجر ویسٹ افریقہ سے سونا شمال کے ممالک اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کی طرف لے کر جاتے اور واپسی پر نمک اور دوسری اشیاء تجارت کی غرض سے اپنے ہمراہ لے کر لوٹتے تھے۔تجارت کی وجہ سے ٹمبکٹو کی امارت میں بہت وسعت پیدا ہوئی اور ہر طرف مال و دولت کی ریل پیل نظر آتی تھی۔

مالی کے خالص سونے کا چرچا دنیا کے تمام ممالک میں تھا۔عہد وسطیٰ کے دور میں دنیا کا دو تہائی سونا مغربی افریقہ کی کانوں سے نکالا جاتا تھا۔مالی کی شہرت ہاتھی کے دانتوں، شتر مرغ کے پروں، کولا کے درختوں، کھالوں اور غلاموں کی وجہ سے بھی تھی۔اس زمانے میں ایک پاؤنڈ نمک کی قیمت ایک پاؤنڈ سونے کے برابر ہوتی تھی۔ٹمبکٹو میں دولت کی ریل پیل کی داستانیں مسلمان تاجروں اور یورپین سیاحوں کے ذریعہ دنیا میں پھیلی تھیں۔اس کے ساتھ ساتھ ٹمبکٹو اپنے وقت کا بہت بڑا اسلامی مرکز بھی تھا جہاں یورپین سیاحوں کا کھلے عام چلے آنا ممنوع تھا۔اس زمانے میں ٹمبکٹو، 333 صوفیوں کا شہر کہا جاتا تھا۔

سولہویں اور سترھویں صدی میں تجارت بحر اکاہل کے ممالک کی طرف منتقل ہوگئی نیز 1591ء میں مراکش نے مالی پر قبضہ کر لیا اور سونگھے ایمپائر کے خاتمے سے یہ شہر زوال پذیر ہونا شروع ہو گیا۔دو سال بعد مراکش کی حکومت نے یہاں کے علماء کو شک کی بناء پر اپنی حراست میں لے کر چند ایک کو مراکش ملک بدر کر دیا۔کچھ اس کشمکش کے دوران لقمہ اجل بن گئے۔اس زمانے میں شہر کی آبادی ایک لاکھ کے قریب تھی۔

بہت سے یورپین افراد نے ٹمبکٹو آنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔1824ء میں جیوگرافیکل سوسائٹی آف پیرس نے دس ہزار فرانک کا انعام مقرر کیا اس کے لئے جو ٹمبکٹو سے واپس آکر وہاں کے عینی حالات بتائے گا۔فرانس نے 1893ء میں ٹمبکٹو فتح کر کے یہاں کی صدیوں پرانی عمارتوں کو بحال کیا جو مفلسی کی حالت میں غربت کی علامت بن چکی تھیں۔1960ء میں یہ شہری پبلک آف مالی کے زیر انتظام آگیا۔اس وقت بیس ہزار کی آبادی کا شہر ٹمبکٹو مالی کا انتظامی دارالخلافہ ہے۔یہ ایک بیابان اور مفلس شہر ہے جو اپنی دوری، غربت، درجہ حرارت اور ریت کے ٹیلوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ٹمبکٹو کا ائیرپورٹ اگرچہ چند سال قبل تعمیر ہوا تھا مگر جہازوں کے آنے جانے کا شیڈول اس قدر دگرگوں ہے کہ مسافر بعض دفعہ کئی روز انتظار میں ہی گزار دیتے ہیں۔اس کے باوجود دنیا بھر سے ٹورسٹ یہاں کھنچے چلے آتے ہیں۔شہر کی تمام تر تجارت نائیجر دریا کے ذریعہ ہوتی جو شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔سب سے زیادہ تجارت ہمسایہ ملک ماریطانیہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

شہر میں ملازمت کے مواقع بہت محدود ہونے کے باعث اکثر نوجوان ٹورگائیڈ بن جاتے ہیں۔ان میں سے کئی ایک کے نام تاریخی یا افسانوی ناموں پر ہوتے جیسے علی بابا، جارج واشنگٹن۔ شہر کی سن کور (Sankore) یونیورسٹی میں کسی زمانے میں پچاس ہزار طالب علم ہوتے تھے اور انہی کے ذریعہ اسلام مغربی افریقہ میں پھیلا تھا۔اس وقت اس یونیورسٹی میں پندرہ ہزار طالب ہیں۔شہر کی بہت ہی دیدہ زیب مسجد جن گے ریبر (Jingereber) جو گارے اور مٹی سے 1325ء میں تعمیر ہوئی تھی ابھی تک محفوظ ہے۔

شہر میں تین قومیتوں کے لوگ آباد ہیں یعنی سونگھرائی (Songhrai)، طوآریگ (Tuareg)، مور (Moore) یعنی ماریطانیہ سے آئے ہوئے عربی النسل لوگ۔ان کا آپس میں ملنا جلنا عام ہے مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنی اپنی قومی و نسلی روایات کو ابھی تک اپنائے ہوئے ہیں۔شہر میں ایک انٹرنیٹ کیفے بھی موجود ہے جہاں عورتیں چادریں اوڑھے کمپیوٹرز پر مصروف نظر آتی ہیں۔چند سال قبل سونگھرائی اور طوآریگ اقوام کے لوگوں میں چپقلش پیدا ہوئی تھی مگر جلد ہی امن و امان کی فضا بحال ہوگئی۔شہر میں مسلمان فلاسفرز اور سکالرز بڑی تعداد میں رہائش پذیر ہیں جو امن کے قیام میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔

شہر کا احمد بابا سینٹر بھی بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے جہاں ہزاروں کی تعداد میں کتابوں کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ ان مسودات میں ایک ہزار سال کے اسلامی اور سائنسی علوم مدفون ہیں۔ 1974ء یونیسکو اور بعض عرب ممالک کی امداد سے سینٹر کی تزئین اور تعمیر کے بعد اس کا افتتاح ہوا تھا۔احمد بابا سینٹر میں 20 ہزار کے قریب عربی زبان میں دستی مخطوطات ہیں جن میں بعض ایک دوسری صدی میں سپرد قلم کئے گئے تھے۔ یہ مخطوطات سائنس، اسٹرانومی اور میڈیسن کے موضوعات پر ہیں۔ یہاں کی ایک مشہور کہاوت یہ ہے کہ:''سونا جنوب سے آتا ہے، نمک شمال سے آتا ہے، دولت سفید اقوام کے ممالک سے آتی لیکن دانش وری اور حکمت صرف ٹمبکٹو میں ہی پائے جاتے ہیں۔''

مسٹر شریف القاسمین جو علی بابا سینٹر میں پرانی دستاویزات کا ناظم ہے اس کا کہنا ہے کہ عہد وسطیٰ میں ٹمبکٹو دنیا کا مرکز ہوتا تھا۔پھر خدا نے اس کی تقدیر میں ایسا تغیر پیدا کیا کہ ٹمبکٹو دنیا کا واقعی آخری کنارہ بن گیا۔لیکن مجھے قوی امید ہے کہ ایک روز خدا اس کی تقدیر بدلے گا اور ٹمبکٹو ایک پھر بار دنیا کا مرکز بن جائے گا۔شہر کا ایک فلاسفر اسماعیل حیدارہ کہتا ہے کہ ایک زمانے میں ٹمبکٹو کے مکین مسلمان، نصرانی اور اہل یہود ہوا کرتے تھے۔ یہ شہر ہمیشہ رواداری کا مرکز رہا ہے۔ مذہبی اور عصبی رواداری کے موضوع پر شہر کی لائبریری میں تین ہزار کے قریب قدیم مسودات موجود ہیں۔وہ کہتا ہے کہ بحیثیت ایک مالین کے میں بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری رگوں میں نصرانی، یہودی اور مسلمان خون دوڑ رہا ہے۔مالی کے ملک میں ٹمبکٹو اگرچہ ایک مفلوک الحال شہر ہے لیکن افریقہ بلکہ دنیا کا یہ ایک سب سے پرانا اور کتابوں کے خزانے سے بھرا متمول شہر ہے۔

شہر کی مساجد

جنگاریبر مسجد (Jingareyber)۔ اس مسجد کی تعمیر مالی کے سلطان کنکان موسیٰ نے 1325ء میں شروع کی تھی جب وہ حج سے واپس لوٹ کر آیا تھا۔ جرمنی کا سیاح ہائن رک بارتھ (H.Barth) جو یہاں 1853ء میں آیا تھا اس کا کہنا ہے کہ مسجد کے بڑے بڑے گیٹ 1327ء کی تاریخ اور کنکان موسیٰ کا نام کندہ تھا۔اس کا نقشہ اسلامی سپین کے آرکیٹیکٹ ابو اسحٰق الساحلی نے تیار کیا تھا۔سلطان کی اس سے ملاقات حج کے دوران مکہ میں ہوئی تھی جو اس کو سونے کے چالیس ہزار مثقال کے عوض اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔مسجد میں دو ہزار افراد نماز ادا کر سکتے تھے۔مسجد کی تعمیر نو ٹمبکٹو کے قاضی امام العقیب نے 1583ء-1570ء کے دوران کروائی تھی۔مسجد کا شمالی حصہ چونے کے پتھر سے بنایا گیا جبکہ باقی مسجد مٹی کے گارے سے بنائی گئی جس میں سوت، تنکے اور لکڑی کا بھوسہ شامل کیا گیا تھا۔مسجد کے دو مینارے اور ستونوں کی پچیس قطاریں مشرق اور مغرب کی سمت میں ہیں۔مسجد کی زبوں حالی کے پیش نظر 1990ء میں اس کو 'لسٹ آف ورلڈ ہیری ٹیج ان ڈینجر' میں شامل کیا گیا اور دسمبر 1996ء کے بعد 'ورلڈ ہیری ٹیج فنڈ' سے ملنے والی رقم سے اس کو بحال کر دیا گیا۔

سن کور مسجد (Sankore)۔اس مسجد کی تعمیر ایک دولت مند مسلمان نے 1433ء میں شروع کی۔ پرانے ڈھانچے کو گرا کر اس کی تعمیر نو بھی امام العقیب نے 1582ء-1578ء میں کی تھی۔حج کے دوران امام العقیب نے کعبہ کی عمارت کی پیمائش کی اور واپس آکر اسی سائز کی مسجد تعمیر کروائی۔مسجد کی تعمیر میں بھی وہی میٹریل استعمال کیا گیا جو جنگاریبر میں کیا گیا تھا۔موسم سرما میں اندرون مسجد نماز ادا کرنے کے لئے صفوں کی نشاندہی کی گئی ہے جبکہ موسم گرما میں صحن میں نماز ادا کی جا سکتی ہے۔مسجد کے عین مرکز میں ایک منفرد مینارہ ہے جس کی بلندی پندرہ میٹر (48 فٹ) ہے۔مسجد کا شمالی حصہ مدرسہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور یونیورسٹی آف سن کور کے نام سے مشہور تھا۔ تاریخ الافتاح کے مصنف کے مطابق پندرھویں صدی میں یہاں پندرہ ہزار طالب علم تعلیم پا رہے تھے۔ یہاں کے فاضل اساتذہ قانون، صرف و نحو، علم نجوم تاریخ اور دینیات کی تعلیم سے طالب علموں کو بہرہ ور کرتے تھے۔

مسجد کو سب سے زیادہ خطرہ صحرا سے آنے والی ریت سے رہا 1952ء میں ریت کے پانچ فٹ اونچے ڈھیر مسجد کے سامنے لگ گئے تھے۔ چنانچہ مسجد کی چھت اٹھا کر دیواریں اونچی کی گئیں۔ مسجد کے سامنے کے حصہ پر چونے کا پتھر لگا دیا گیا مگر مسجد کے مغربی حصہ کا ایک گیٹ ریت میں دفن ہو چکا تھا جس سے مسجد کے ڈھانچے کو نقصان پہنچا۔ اس کی بحالی کے لئے مسجد کی انتظامیہ نے ٹمبکٹو کلچرل مشن اور مالی کی منسٹری آف کلچر کے مالی تعاون سے بحالی کا کام شروع کیا۔ 1996ء میں یونیسکو کے ورلڈ ہیری ٹیج فنڈ نے بھی امداد مہیا کی۔

سدی یحیٰ مسجد (Sidi Yahia)۔ شہر کی مشہور ترین تین مساجد میں سے اس مسجد کی دیکھ بھال سب سے زیادہ کی گئی ہے۔ روایت کے مطابق اس مسجد کی تعمیر شیخ المختار حماء اللہ نے 1400ء کے لگ بھگ کروائی تھی اس امید پر کہ ایک ولی اللہ کی آمد متوقع تھی۔ یہ ولی اللہ چالیس سال بعد سدی یحیٰ کی صورت میں نمودار ہوا جس کا تقرر امام کے طور پر ہوا تھا۔ 1577ء کے لگ بھگ امام العقیب نے مسجد کے شکستہ حصوں کو بحال کروایا۔ مینار کے اندر روزن بنائے گئے اور صحن کو کشادہ کر دیا گیا۔ مسجد کے اندر ستونوں کی قطاریں شمال اور جنوب کے رخ پر تھیں تا نمازیں موسم سرما میں عمارت کے اندر ادا کی جا سکیں۔ 1990ء میں مسجد کو 'لسٹ آف ورلڈ ہیریٹیج ان ڈینجر، میں شامل کر دیا گیا جس کے بعد مسجد کی حفاظت بحالی کے لئے یونیسکو کے 'ورلڈ ہیری ٹیج فنڈ' میں سے رقم موصول ہو رہی ہے۔

عرب سیاح کی آمد

حسن بن محمد الوزان الغرناطی (1554ء۔1485ء) کی پیدائش غرناطہ (اسلامی سپین) میں ہوئی تھی۔ اس کے خاندان کو جب ملک بدر کیا گیا تو وہ مراکش میں قیام پذیر ہو گئے۔ وہ اپنے چچا کے ہمراہ نارتھ افریقہ اور گھانا کے ملک میں ڈپلومیٹک مشنز پر گیا تھا۔ حالت شباب میں اس کو نصرانی بحری قزاقوں نے اغوا کر کے عالم و فاضل پوپ لیو دہم (Leo X) کے سامنے پیش کیا۔ پوپ نے اس کو اطالین زبان میں 'سروے آف افریقہ' کے موضوع پر مفصل کتاب لکھنے کو کہا۔ اس نے گھانا کے شہر ٹمبکٹو کو وزٹ کیا جو تجارت اور کتابوں کا عالمی مرکز تھا۔ حسن نے ٹمبکٹو میں جو کچھ دیکھا اس کا اندازہ اس کی کتاب 'دی ڈسکرپشن آف افریقہ، میں کچھ یوں ہے: ''ٹمبکٹو کے گھر جھونپڑوں جیسے ہیں جن کی چھت گھاس پھونس سے بنائی ہوتی ہے۔ شہر کے مرکز میں ایک عبادت خانہ ہے جو پتھر اور چونے کے مسالے سے بنا ہوا ہے۔ اس کو ایک آرکیٹیکٹ نے بنایا تھا جس کا نام غرناطہ (اسحٰق الساحلی الغرناطی) تھا۔ یہاں ایک اور عظیم محل بھی ہے جو اسی شخص نے تعمیر کیا تھا۔ کاریگروں اور تاجروں کی دکانیں خاص طور پر پارچہ بافوں کی دکانیں کثیر تعداد میں ہیں۔ یورپ سے پارچہ جات درآمد کئے جاتے ہیں۔

شہر کی عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے کے رواج پر عمل پیرا ہیں ماسوا غلاموں کے جو منڈی میں تمام اشیاء فروخت کرتے ہیں۔ شہر کے لوگ بہت متمول، خاص طور پر ملکی جو اس ملک میں آباد ہو گئے ہیں۔ ان کے تمول کی یہ حالت ہے کہ موجودہ بادشاہ نے اپنی دو بیٹیاں دو بھائیوں سے بیاہ دیں جو بزنس مین ہونے کی وجہ سے بہت مالدار ہیں۔

ٹمبکٹو میں کثیر تعداد میں میٹھے پانی کے کنویں ہیں۔ جب دریائے نائیجر میں طغیانی آتی ہے تو نہروں کے ذریعہ پانی شہر تک لایا جاتا ہے۔ شہر میں گندم اور جانور بھی کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ دودھ اور مکھن کا استعمال بہت ہوتا ہے۔ نمک کی یہاں قلت ہے کیونکہ یہ ٹمبکٹو سے پانچ سو میل دور شہر تگازا سے لایا جاتا ہے۔ جس شہر میں میرا قیام تھا وہاں نمک کی قیمت 80 ڈوکاٹ (Ducat) تھی۔ بادشاہ کے پاس سکوں اور سونے چاندی کے ڈلے ہیں جبکہ ان میں سے ایک ڈلے کا وزن 970 پاؤنڈ ہے۔ بادشاہ کے پاس تین ہزار گھوڑ سوار اور ان گنت سپاہی ہیں جو تیر کمانوں سے لیس ہوتے۔ بادشاہ اہل یہود کا پکا دشمن ہے۔ وہ کسی کو شہر میں قیام کرنے نہیں دیتا۔ شہر میں بہت سارے قاضی، اساتذہ اور علما ہیں جن کا تقرر بادشاہ خود کرتا ہے۔ وہ علم کی قدر کرتا ہے۔ ہاتھ سے لکھی کتابیں باربری سے درآمد کر کے فروخت کی جاتی ہیں۔ اس تجارت سے زیادہ منافع کمایا جاتا ہے بہ نسبت دیگر اشیاء کی خرید و فروخت سے۔ شہر میں باغات یا پھل والے درختوں باغیچے نہیں ہیں۔''

(The Description of Africa by Africanus ،Leo 1526)

ابن بطوطہ کا سفر

ابن بطوطہ نے مغربی افریقہ کا سفر فیض (مراکش) سے 1351ء میں شروع کیا اور فروری 1352ء میں وہ ولاطہ شہر میں آن وارد ہوا۔ اونٹوں کا کارواں جب طاغازہ شہر پہنچا تو پورے قافلے نے یہاں دس روز تک قیام کیا۔ ابن بطوطہ نے ایک ایسے نادر مکان میں قیام کیا جو سارے کا سارا نمک سے بنا ہوا تھا صرف اس کی چھت اونٹ کی کھال کی تھی۔ یہاں کا پانی بہت نمکین تھا۔ ولاطہ کے شہر میں جب وہ قاضی کی عدالت میں گیا تو اس کا استقبال ایک عورت نے کیا جو قاضی کی دوست تھی۔ ابن بطوطہ کو یہ برا لگا۔ ابن بطوطہ نے مالی میں آٹھ ماہ قیام کیا۔ اس نے دیکھا کہ والدین اپنے بچوں کو قرآن بڑی سختی سے حفظ کراتے تھے۔ پورے ملک میں امن و امان تھا۔ جب وہ ٹمبکٹو پہنچا تو اس وقت یہ شہر ترقی کے زینہ پر گامزن ہونا شروع ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس سے زیادہ متاثر نہ ہوا۔

ٹمبکٹو کے دانشور

ٹمبکٹو کے شہر نے درجنوں ممتاز دانشور پیدا کئے۔ یہاں کے نیگرو سکالر تیونس، مراکش اور مصر کے عالموں سے زیادہ روشن خیال تھے۔ ان کو مراکش اور مصر کی جامعات میں پروفیسر متعین کیا جاتا تھا۔ شہر میں جو عالم آتے تھے ان سے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنی کتابیں نقل کرنے کی اجازت دیں چنانچہ ان کے شاگرد یہ کتابیں نقل کر لیتے تھے۔ ان عالموں میں سے بعض نے تصوف کے میدان میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ ان کی اکثریت قادریہ طریقہ کی پیروکار تھی جس کے بانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تھے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

مودیبو محمد الکبوری کا تعلق فلانی قوم سے تھا۔ وہ ایک مانے ہوئے فقیہ اور قاضی تھے۔ انہوں نے سن کور یونیورسٹی کے متعدد مذہبی علمائے کرام کی معیت میں وقت گزارا۔ انہوں نے سن کور یونیورسٹی کا نصاب تعلیم طے کیا تھا۔

القاضی الحاج والا طہ شہر کے قاضی تھے۔ بعد میں وہ ٹمبکٹو شہر کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ انہوں نے ٹمبکٹو کے شہریوں کو ہدایت کی وہ عصر کی نماز کے بعد اور پھر مغرب کی نماز کے بعد قرآن پاک کا کچھ حصہ تلاوت کیا کریں۔

ابوعبداللہ محمد ابن عثمان کا تعلق طوآرگ قبیلہ سے تھا۔ وہ علم کا سمندر تھے جس کی وجہ سے ان کو ٹمبکٹو کے قاضی کے عہدہ پر تفویض کیا گیا۔ وہ بہت ہی نیک اور زاہد انسان تھے جن کا شجرہ نسب احمد بابا سوڈانی سے ملتا تھا۔

شیخ سدی محمود ابن عمر کو شیخ الاسلام ابوالبرکات کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ وہ ٹمبکٹو کے قاضی القضاۃ، اور یونیورسٹی آف سن کور کے چانسلر تھے۔ وہ نہایت پارسا، حیادار، اور عاجز انسان تھے۔ ان کو عربی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا۔

مختار محمد ابن عثمان کا لقب النحوی تھا یعنی گرائمر کا ماہر۔ وہ روشن دماغ سکالر تھے جس کو تمام اسلامی علوم پر دسترس حاصل تھی۔ محمد ابن المختار النحوی کو قاضی محمود نے امام اور یونیورسٹی آف سن کور کا چانسلر مقرر کیا تھا۔ اپنے والد کی طرح ان کو بھی عربی زبان پر عبور حاصل تھا۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں وہ ہر سال قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کا درس دیا کرتے تھے جس کو سن کر حاضرین مسحور ہو جاتے تھے۔

محمود قطی (Kati) ٹمبکٹو کا افضل ترین عالم تھا جس کے والد اندلس سے ہجرت کر کے 1400ء میں یہاں آئے تھے۔ اس کی والدہ کا تعلق سونگھے کے شاہی خاندان سے تھا۔ ان کے نام سے منسوب لائبریری کا نام فانڈو قطی (Fondo Kati) لائبریری ہے۔ اسماعیل حیدارا جو اس کی نسل سے ہے اس کو اس لائبریری میں موجود ہزاروں نسخوں کو محفوظ کرنے کے لئے سپین کی حکومت نے خاص گرانٹ دی ہے۔

محمد باگایوگو (Bagayogo) سدی یحیٰ اور سن کور یونیورسٹیوں میں ممتاز اور مقبول عام پروفیسر تھے۔ ان کے والد پندرہویں صدی میں یمن سے یہاں آئے تھے۔ ان کو اسلامی علوم پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ جب وہ مکہ جاتے ہوئے قاہرہ رکے تو الازہر یونیورسٹی کی طرف سے ان کو معلم (ڈاکٹر) کا خطاب دیا گیا۔ وہ ایک مانے ہوئے فقیہ تھے۔ ان کا زیادہ وقت عموماً تدریس میں صرف ہوتا تھا۔ وہ اپنے دوستوں اور شاگردوں کو اپنی ذاتی کتابیں بلا تکلف مطالعہ کے لئے دے دیتے اور واپس بالکل نہ مانگتے تھے۔ ان کو ٹمبکٹو کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے قرآن مجید کی کتابت اپنے ہاتھ سے کئی بار کی جس کے نسخے ابھی تک بابا محمود کے پاس موجود ہیں جو سدی یحیٰ مسجد کے امام تھے۔ ان کو عربی صرف و نحو، فقہ، حدیث اور منطق پر دسترس حاصل تھی۔

احمد بابا سوڈانی کا شجرہ نسب عمر ابن محمد عقیت سے ملتا تھا۔ وہ خود کو احمد بابا سیاہ فام کہلانا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنے وقت کے مانے ہوئے قاضی، سکالر اور امام تھے۔ ان کی شہرت شمالی افریقہ اور مغربی افریقہ میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ٹمبکٹو کے قاضی مقدمات کے فیصلہ جات کرتے وقت آپ سے قانونی مسائل میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ وہ امراء اور بادشاہوں کے سامنے کلمہ حق بولنے میں سرمو انحراف نہ کرتے۔ جب مراکش کی حکومت نے ٹمبکٹو پر حملہ کیا تو ان کی لائبریری میں 1600 کے قریب موجود مسودات کو تلف کر دیا گیا۔ ان کو 1593ء میں فیض کے شہر میں دربدر کر دیا گیا۔ انہوں نے دینیات، گرائمر، تاریخ اور فقہ پر 50 معرکۃ الآراء کتابیں تصنیف کیں۔ وہ برطانوی شاعر ولیم شیکسپیئر کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے شیکسپیئر سے زیادہ کتابیں زیب قرطاس کیں مگر وہ صرف اس بناء پر گمنام رہے کہ وہ ٹمبکٹو کے رہنے والے تھے۔ ٹمبکٹو یورپین قوموں کے نزدیک کسی گمنام اور افسانوی جگہ کا نام تھا۔

آپ کے نام سے منسوب شہر میں ایک ادارہ 'احمد بابا انسٹیٹیوٹ' ہے جس میں 30 ہزار کے قریب مخطوطات ہیں۔ ان میں سے بعض کی کتابت طلائی کی روشنائی سے کی گئی ہے۔ ان انمول مخطوطات میں علم فلکیات، ریاضی، جیوگرافی، ہربل میڈیسن، جمہوریت اور سیاسیات پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔

یونیورسٹی آف ٹمبکٹو

یونیورسٹی آف ٹمبکٹو کے طلباء تین مساجد میں تعلیم حاصل کرتے تھے یعنی جنگارے بر مسجد، مسجد سن کور اور مسجد سدی یحیٰ۔ بارہویں صدی میں اس یونیورسٹی میں 25 ہزار طالب علم زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے تھے جبکہ شہر کی آبادی ایک لاکھ تھی۔ یہاں طالب علم افریقہ کے ہر ملک سے تحصیل علم کے لئے آتے تھے۔ جب کوئی طالب علم تعلیم مکمل کر لیتا تو اسے پگڑی اس کی گریجویشن کی نشانی کے طور پر دی جاتی تھی۔ پگڑی میں خاص قسم کی گرہیں اور گول گھیرے ہوتے تھے۔

یونیورسٹی میں تین قسم کی ڈگریاں دی جاتی تھیں

(1) ڈگری درجہ اول (پرائمری) میں طالب علم قرآن پاک حفظ کرتا، عربی زبان پر عبور حاصل کرتا نیز لکھنے اور بولنے میں مہارت حاصل کرتا تھا۔ طالب علموں کو دیگر علوم کے متعلق بنیادی معلومات مہیا کی جاتی تھیں۔

(2) ڈگری درجہ دوم (سیکنڈری) طالب علم کا حفظ

قرآن کرنا لازمی تھا کیونکہ تمام اسلامی علوم کا منبع قرآن مجید ہے۔ طالب علموں کو مختلف اسلامی علوم سے متعارف کرایا جاتا جیسے صرف ونحو قرآن کی تفاسیر، مسالک اسلام، فقہ، حدیث، ریاضی جیوگرافی، تاریخ، علم ہیئت، علم کیمیا۔ طالب علم کچھ عرصہ کے لئے کوئی ہنر بھی سیکھتے تھے۔ یونیورسٹی میں صنعت وحرفت کا خاص شعبہ تھا۔ جس میں ماہی گیر، کنسٹرکشن، جوتیوں کی مرمت، لکڑی کا کام، درزی کا کام، جہازرانی وغیرہ کی تربیت دی جاتی تھی۔ کسی خاص ہنر میں دسترس حاصل کرنے کا مدعا یہ تھا تاکہ امام یا عالم دین کسی امیر کی طرف سے دیئے جانے والے وظیفہ پر زندگی نہ گزارے اور جب اسے نزاعی امور میں فیصلہ دینا ہو تو وہ بالکل غیر جانبدار رہو۔ (3) ڈگری درجہ اولیٰ کے لئے نصاب تعلیم بہت خاص قسم کا ہوتا تھا۔ طالب علم ممتاز و معروف پروفیسروں کی کلاسز میں بیٹھ کر کسی خاص مضمون میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ طالب علم زیادہ تر ریسرچ کا کام کرتے تھے جسے پروفیسران کو اسلامی علوم میں سے مختلف موضوعات پر کسی ایک موضوع پر تحقیق کرنے کا کہتے تھے۔ اس کے بعد ہر طالب علم اپنی ریسرچ پیش کرتا، اس کے حق میں دلائل دیتا اور اپنے پروفیسر کو اپنے دلائل سے قائل کرتا۔ اس دوران دوسرے طالب علم بھی اس سے سخت قسم کے سوالات کرتے تھے۔ اکثر طالب علم کسی شیخ یا امام کو تلاش کرکے اس کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر لیتے تھے۔ گریجویشن کے لئے طالب علم کا نیک کردار ہونا اور اپنے مضمون پر مکمل دسترس رکھنا لازمی ہوتا تھا۔

حلقہ

حلقہ گویا ایک قسم کا پروفیسروں، اماموں اور محققین کی سوسائٹی ہوتی تھی جہاں اسلام کے نہایت اہم امور اور پیچیدہ مسائل پر باہم تبادلہ خیال کیا جاتا تھا۔ سوڈان کے امیر اور سلطان ٹمبکٹو کے محققوں کو مشکل مسائل کے قطعی فیصلوں کے لئے سوالات بھیجا کرتے تھے۔ ان سوالات کی نقلیں اس حلقہ کے علماء میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ ہر عالم اس مسئلہ پر ریسرچ کرتا پھر وہ سب مل کر بیٹھ جاتے اور ان کے جوابات پر غور وخوض کرتے تھے۔ ان جوابات کا مسودہ تیار کر لیا جاتا اس کے بعد کسی مسئلہ پر فتویٰ دیا جاتا تھا۔

ٹمبکٹو کے مخطوطات

جیسا کہ بیان کیا گیا ٹمبکٹو میں ستر لاکھ سے زیادہ عربی اور عبرانی زبان میں نادر اسلامی مخطوطات موجود ہیں جو کہ مغربی افریقہ کا علمی ورثہ ہیں۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ افریقہ میں ایک وقت ایڈوانس قسم کی تہذیب پائی جاتی تھی۔ امریکی یونیورسٹیوں میں طالب علموں کو بتایا جاتا ہے کہ افریقہ کی منہ بولی تاریخ تو ہے لیکن لکھی ہوئی تاریخ (Written History) موجود نہیں اور نہ ہی افریقہ میں علمی روایت پائی جاتی تھی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس کی تردید امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ہنری گیٹس جونیئر (Henry Gates Jr) بھی کر چکے ہیں جو ٹمبکٹو میں بذات خود جا کر ان مخطوطات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں۔

یورپ میں نشاۃ ثانیہ سے قبل ٹمبکٹو اس دور کا سب سے اعلیٰ علمی گہوارہ اور تجارت کا مرکز تھا۔ گھانا، مالی اور سونگھائی کی سلطنتیں اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں کہ یہاں کے لوگوں کے دماغ نہایت زرخیز اور ان لوگوں کی علمی ذہانت اور قابلیت فقید المثال تھی۔ یونیورسٹی آف ٹمبکٹو سے جو سکالر پیدا ہوئے وہ اعلیٰ کردار، علمی مقام اور چوٹی کے دانشور تھے۔ یہاں جو اسلامی مخطوطات ابھی تک محفوظ ہیں وہ گوناگوں موضوعات پر ہیں جیسے تاریخ، جغرافیہ، میڈیسن، علم المناظر، علم فلکیات، طبعیات، علم کیمیا، اور اسلامی علوم۔ یہ مخطوطات مرور زمانہ کے ساتھ فرسودہ ہو چکے ہیں لیکن ان کو محفوظ کرنے کا کام ٹمبکٹو فاؤنڈیشن کے تحت شروع ہو چکا ہے۔ کئی ہزار مخطوطات محفوظ کئے جا چکے ہیں۔

ایک زمانہ میں مخطوطات گھروں کی الماریوں میں رکھے جاتے تھے۔ بعض خاندانوں نے اپنے مخطوطات غیر ملکیوں (یورپین ایکسپلورز اور فرنچ کالونسٹ) کی غیر متوقع آمد کے خطرے کے پیش نظر ان کو کنوؤں اور گھروں کی مٹی سے بنی دیواروں میں بنے خفیہ سٹور رومز میں چھپا دیئے تھے۔ یہ مخطوطات نسل درنسل ان خاندانوں میں چلے آتے تھے۔ مثلاً عبدالقادر حیدرا کو نو ہزار ایسے مخطوطات ورثے میں ملے جن میں سے بعض کا تعلق سولہویں صدی سے ہے۔ 1993ء میں اس کو خیال آیا کہ کیوں نہ وہ ایک پرائیویٹ ماڈرن لائبریری کھولے جس کے دروازے خاص وعام کے لئے کھلے ہوں۔ چنانچہ ایک امریکن فاؤنڈیشن کی مالی معاونت سے اس نے ماما حیدارا لائبریری کھولی جس میں تین ہزار مخطوطات کیٹالاگ ہو چکے ہیں ان میں سے بعض 1100ء میں لکھے گئے تھے۔ لائبریری آف کانگریس نے جون 2003ء میں ان مخطوطات کی واشنگٹن میں نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ان مخطوطات کی عربی کیٹلاگ کی پہلی جلد انٹرنیٹ پر دستیاب ہے۔

www.al-furqan.com

ماما حیدارا لائبریری کے علاوہ یہاں کی قابل ذکر پرائیویٹ لائبریریوں کے نام درج ذیل ہیں: الونگاری لائبریری۔ قاضی محمد طاہر لائبریری اور محمود قطی لائبریری۔ مؤخر الذکر لائبریری میں موجود چند اہم کتابیں یہ ہیں۔ دلائل الخیرات (1485ء)۔ قرآن پاک کا قلمی نسخہ (1424ء)۔ صحیح بخاری (1419ء)۔ الشفاء مصنفہ قاضی عیاد (1467ء)۔ ٹمبکٹو کے گرد و نواح میں پائی جانے والی چند لائبریریاں یہ ہیں: لائبریری آف شیخ صدیقی، لائبریری آف شیخ زین الدین، لائبریری آف شیخ مختار انصاری، لائبریری آف قاضی عیسیٰ، لائبریری آف عبدالرحمٰن سدی، لائبریری آف مولے احمد بابر، لائبریری آف شیخ سدی علی، لائبریری آف طاہر شریفی وغیرہ۔

ان لائبریریوں میں موجود مخطوطات کو محفوظ کرنے کے لئے یورپین، امریکن اور افریقن ماہرین شب و روز کام کر رہے ہیں۔ بعض ایک قلمی نسخوں کا کاغذ اتنا بوسیدہ ہو چکا ہے کہ حقیقتاً الفاظ کتاب میں سے زمین پر گرتے رہتے ہیں۔ بعض نسخے افریقن زبانوں میں ہیں مگر عربی رسم الخط میں لکھے ہوئے ہیں۔ ایسے نسخوں کے تراجم کا کام بھی ہو رہا ہے۔ ماہرین یہ بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ان مخطوطات میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس سے دوسروں کو بھی آگاہ کیا جائے۔

اکتوبر 2005ء میں ساؤتھ افریقہ کے صدر تھابو ماںبیکی (Thabo Mbeki) نے 'آپریشن ٹمبکٹو' کی مہم کا آغاز کیا جس کا مقصد احمد بابا انسٹیٹیوٹ کے لئے نئی عمارت تعمیر کرنا اور بعض نادرالوجود نسخوں کی بحالی ونمائش ہے۔ اس انسٹیٹیوٹ کے عملہ کے کئی افراد ان پرانے مخطوطات کو محفوظ اور بحال کرنے لئے لندن (انگلینڈ) میں ٹریننگ لے رہے ہیں۔ ان کو Digitize کرنے کے لئے ان افراد کو کمپیوٹر ٹریننگ بھی دی جا رہی ہے۔ ابھی تک ڈھائی ہزار نسخوں کو انالائز کیا جا چکا ہے۔ اس سارے کام کے لئے ناروے، امریکہ اور ساؤتھ افریقہ کی حکومتوں نے بڑی فراخدلی سے فنڈز مہیا کئے ہیں۔ کاش کہ تیل کی آمد سے لدے ہوئے اسلامی ممالک بھی اس اہم کام کی طرف توجہ دیں اور نسل انسانی کے اس انمول ورثہ کو بچانے کے لئے اس زبردست مہم کے لئے فنڈز مہیا کریں۔

س۔قیوم

اللہ کی راہ میں قربان ہونے والے

ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب کی یادیں

ہر دم چہرے پر ایک پیاری سی مسکراہٹ لئے اچھی اچھی باتیں کرنے والے پاشا بھائی (ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب) سے میرا پہلا تعارف میری آپا کی شادی کے بعد ہوا۔

میری آپا کی شادی پاشا بھائی کے بڑے بھائی ڈاکٹر مسیح الرحمان جالب صاحب سے ہوئی تو ہمارے دونوں خاندانوں کا ایک نیا تعلق پیدا ہوا۔ آپ کے ابا جی ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب سانگھڑ میں مقیم تھے اور ہم واہ کینٹ میں رہتے تھے۔

پاشا بھائی رشتے میں آپا کے دیور تھے۔ اگرچہ عمر میں آپا سے بڑے تھے پھر بھی ہمیشہ آپ نے ان کو بڑی بھابھی جان کا درجہ دیا اور ہمیشہ بھابھی جان اور آپ کہہ کر پکارا۔ آپ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور سب بھابھیوں سے بہت احترام سے پیش آتے تھے۔ مذاق بھی کرتے تو ایسا کہ کسی کی دلآزاری نہ ہو۔ ہم نے ان کو ہر وقت ہنستے کھیلتے ہی دیکھا تھا اور ان کی مسکراہٹ تو ابھی تک آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہلکی سی پیاری سی مسکان ہر وقت ہونٹوں پر رہتی تھی۔

اپنے والد صاحب کے بہت تابعدار تھے۔ آپ نے ہی ان کی تمام زمینوں کا انتظام سنبھالا ہوا تھا۔ ہمارا جب کبھی سانگھڑ جانا ہوتا تو اکثر ہی معلوم ہوتا کہ پاشا بھائی رات کو زمینوں پر رہیں گے کہ فصلوں کو پانی لگوانا ہے۔ بہت محنت سے آپ نے وہاں فصلیں لگائی تھیں اور پھر ان کی دیکھ بھال دن رات کی پرواہ کئے بغیر کر رہے تھے۔

سانگھڑ میں ریلوے سٹیشن نہ ہونے کے باعث وہ لوگ نوابشاہ کا سٹیشن استعمال کرتے تھے۔ جب کبھی کسی نے سانگھڑ سے پنجاب آنا ہوتا۔ یا پنجاب سے سانگھڑ جانا ہوتا پاشا بھائی کی خدمات ہمیشہ ہر ایک کے لئے موجود ہوتی تھیں۔ آپ ہمیشہ مسکراتے ہوئے سٹیشن پر لینے بھی جاتے اور چھوڑنے بھی جاتے۔

میں جب کبھی سانگھڑ جاتی تو وہاں اکثر پانی اور آب وہوا کی تبدیلی کے باعث بیمار ہو جاتی تو پاشا بھائی بہت خیال رکھتے۔ نہ صرف دوائیاں دیتے بلکہ بار بار حال بھی پوچھتے اور خیریت دریافت کرتے رہتے۔ ہمیں وہاں جا کر کسی بھی طرح کی اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے ہی ہمیں اپنی زمینوں کی سیر بھی کروائی اور ساری زمینیں خود ساتھ جا کر ہمیں دکھائیں۔

میری آپا اور بہنوئی کو پاکستان سے باہر سیٹل ہونے پر بھی آپ نے ہی آمادہ کیا۔ آپا کے پاس چونکہ امریکہ کا ویزا تھا۔ آپ نے ہی ان کو اکیلے باہر جانے کی ہمت دلائی اور ان کے بچوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ آپ کے جانے کے بعد آپ نے اور نعیمہ بھابھی نے واقعی بہت شاندار طریقے سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔ اور دو سال تک بچوں کو اپنے پاس رکھا اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔

ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خود حامی و ناصر ہو اور ان کی بیوہ کو صبر اور حوصلہ عطا کرے اور بچوں کی بہترین پرورش اور نگہداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے والد صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور باقی بہن بھائیوں کو بھی یہ صدمہ برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین

حکیم منور احمد عزیز صاحب

انگور کا مختصر تعارف

یہ پھل خون کو صاف کرتا ہے اور کثیر الفوائد ہے

تاریخ سے پتہ نہیں چلتا کہ انگور کی کاشت کہاں اور کب سے شروع ہوئی بعض نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انگور کی کاشت کی اور بعض کا کہنا ہے کہ آدم کے بیٹے حام نے کاشت کیا ہندوؤں کے قدیم شاستر شرت اور چوک سے پتہ چلتا ہے۔انگور بڑا پرانا پھل ہے۔

انگور کی اقسام

انگور کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کے انگور کے رس کی لذت اور رنگ بھی مختلف ہوتی ہے۔انگور کی مشہور قسمیں چمنی ،اری، گوہی، بستانی، بدانہ، مومی، سندرخانی ہیں۔

کیمیائی اجزاء

وٹامن اے۔بی۔سی ۔سوڈیم۔گلوکوز۔میگنیشیم ۔ بائیوٹین ۔کاربوہائیڈریٹس وغیرہ اجزاء پائے جاتے ہیں۔

مقام پیدائش

سرحد، بلوچستان، کشمیر، قندھار، چمن، افغانستان اور دنیا کے دیگر کئی ممالک میں کاشت کیا جاتا ہے۔

مزاج گرم خشک درجہ دوم

رنگ زرد، سیاہ، سفید، سبز

کچا انگور ترش اور قابض ہوتا ہے۔ پختہ شیریں چاشنی دار خوش ذائقہ

مقدار خوراک بقدر ہضم ۔ انگور کی سونف سے اصلاح کی جاتی ہے۔

انگور خوش ذائقہ مشہور میوہ ہے۔چھوٹے انگور جس میں دانہ نہیں ہوتا بدانہ کہلاتا ہے۔انگور جب شاخ پر خشک ہوجاتا ہے۔تو کشمش کہلاتا ہے۔انگور جلدی ہضم ہونے والی بہترین غذا ہے۔خون بہت پیدا کرتا اور گندے خون کو صاف کرتا ہے۔انگور بدن کو موٹا کرتا ہے۔ پکا ہوا انگور مادہ سوداوی کے ردی اجزا کو خارج کرتا ہے۔امراض جلد کے لئے انگور اچھی ٹانک ہے۔ انگور کے استعمال سے بال اور آنکھوں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔انگور بدن میں طاقت پیدا کرتا۔ پیاس کو بجھاتا ہے۔ انگور ترش انار کے ہمراہ صفراوی بخار میں نہایت مفید ہے۔ انگور پیپ بھرے پھوڑے۔ پھنسیوں۔کیل۔مہاسے میں پیپ ختم کرنے میں مدد دیتا ہے۔چھوٹے بچوں کی قبض میں 25 گرام انگور دودھ کے ہمراہ کھلانے سے قبض رفع ہو جاتی ہے۔ انگور گلے کی سوجن منہ کے چھالوں اور زخموں کو آرام دیتا ہے۔رنگت کو نکھارتا، کیل، چھائیوں، مہاسوں سے نجات دلاتا، گردہ مثانہ کی پتھری کو توڑتا، دل کو قوت دیتا، الٹی، متلی، قے کو روکتا ہے۔انگور کو زمانہ قدیم سے ہی لذید عمدہ قابل قدر میوہ مانا جاتا ہے۔ یہ بے شمار خوبیوں سے بھرپور شیریں پھل دنیا کے بکثرت ممالک میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں آندھر پردیش میں انگور خاص طور پر کاشت کیا جاتا ہے۔

انگور کی کل پیداوار کا 80فی صد حصہ شراب یا سرکہ بنانے کے کام آتا ہے۔سات فی صد کو خشک کرکے کشمش بنائی جاتی ہے۔ 13 فیصد کو بطور میوہ پکا کر کھایا جاتا ہے۔

مفید نسخے

☆چند پختہ دانوں کا رس نکال کر ملتانی مٹی یا بیسن (چنے سیاہ کا آٹا) میں ملا کر عرق گلاب کے ہمراہ چہرے پر لگانا اور چند منٹ بعد دھونا چہرہ کی رنگت کو نکھارتا ہے۔

☆دق کے مریضوں کے لئے انگور کا رس آب حیات کی مانند ہے۔

پاکستان دودھ پیدا کرنے والا دنیا کا پانچواں بڑا ملک بن گیا

پاکستان دنیا میں دودھ پیدا کرنے والا پانچواں بڑا ملک ہے اور یہاں دودھ دینے والے جانوروں کی تعداد ایک کروڑ 50 لاکھ ہے جن میں 18 فیصد گائے، 19.7 فیصد بھینس، 40 فیصد بکریاں اور 19.7 فیصد بھیڑیں شامل ہیں۔ڈیری ذرائع کے مطابق پاکستان دنیا کے ان خوش قسمت ممالک کی فہرست میں شامل ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ دودھ پیدا کررہے ہیں اور دودھ دینے والے جانوروں کی سب سے زیادہ تعداد ان ممالک میں پائی جاتی ہے۔ پشاور میں تقریباً 8 سو کے قریب ڈیری فارم ہیں اور یہاں روزانہ تین لاکھ لٹر دودھ مختلف دودھ دینے والے جانوروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود دودھ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر یہ دودھ کم پڑرہا ہے۔ذرائع نے بتایا کہ دودھ دینے والے جانوروں کی بڑی تعداد خاص طور پر گائے اور بھینسوں کی اصل نسل پنجاب میں پائی جاتی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ دودھ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ڈیری کے شعبہ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تاکہ زرمبادلہ کو بچایا جاسکے اور عوام الناس کو دیگر پلانٹوں پر تیار کئے جانے والے دودھ کی بجائے تازہ دودھ کی فراہمی کو ہر ممکن حد تک یقینی بنایا جاسکے۔

(ماہنامہ "معیار" لاہور اپریل 2006ء)

مرسلہ: قریشی محمد کریم)

میرا خدا

نہ ہمدم ہے کوئی اس کا نہ ہمسر
وہ اپنی ذات میں یکتا بہت ہے
ان آنکھوں سے نظر آتا نہیں وہ
پر اس کے حسن کا چرچا بہت ہے
اسے تو بخش دے میرے خدایا
جو تیرے نام کو جپتا بہت ہے
وہی ہے ہاں وہی ہے تیرا شیدا
غضب سے جو ترے ڈرتا بہت ہے
سلیم اب جان کی بازی لگا دو
خریدو اس کو وہ سستا بہت ہے

سلیم شاہجہانپوری

مثنیٰ Mathanna

عراق کے دارالحکومت بغداد کے پاس مثنیٰ نامی ایک متروک فضائی اڈا ہے جو صحابی رسول حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ سے منسوب ہے۔فاروق اعظمؓ کے عہد میں فتوحات عراق کے سلسلے کی ایک جنگ "معرکہ بُویب" میں بطور سپہ سالار حضرت مثنیٰؓ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔مسلمانوں نے سپاہ فارس پر فتح پائی تھی اور حضرت مثنیٰ اس جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔ 2مارچ 2005ء کو المثنیٰ ایئرپورٹ کے گیٹ پر ایک تیز رفتار ٹویوٹا کرولا آکر رکی اور وہیں اس کے خودکش بمباز ڈرائیور نے خود کو دھماکے سے اڑا دیا جس سے سات افراد ہلاک اور 30 زخمی ہوئے۔اس سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے بھی اسی مرکز پر خودکش بم دھماکہ ہوا تھا جس سے 15 افراد مارے گئے تھے۔عربی سے انگریزی اور انگریزی سے اردو ترجمے کا شاخسانہ ہے کہ ہمارے اردو اخبارات میں اس بھرتی مرکز کا نام مثنیٰ کے بجائے "متھنا" یا "متھانہ" چھپتا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثنیٰ کو انگریزی میں Mathanna لکھا جاتا ہے کیونکہ عربی حرف "ث" کے انگریزی میں "th" استعمال ہوتا ہے۔ یوں صحابی رسولؐ سے منسوب عراقی فضائی اڈے کا نام بگڑ کر کچھ سے کچھ ہوگیا۔

مکرم خالد اقبال صاحب

ہوائی جہازوں سے بننے والی بادل کی لکیریں

عموماً اکتوبر سے مارچ کے مہینوں میں لاہور شہر کے آسمان پر دن کے وقت مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق کی سمت میں ایک سفیدسی بادل کی لکیر بنتی ہوئی نظر آتی ہے۔اگر غور سے دیکھیں تو اس لکیر کے سرے پر ایک ہوائی جہاز نظر آئے گا۔یہ لکیر وہی ہوائی جہاز بناتا ہوا جارہا ہے اس کو Contrails کہا جاتا ہے۔

زمین سے بھاپ کی صورت اٹھنے والے پانی کے بخارات آسمان میں موجود ہوتے ہیں۔فی مربع گز ان بخارات کی تعداد ایک خاص مقدار سے زیادہ ہوجائے تو یہ بخارات انتہائی بلندی پر درجہ حرارت بہت کم اور منفی ڈگری سینٹی گریڈ ہونے کی وجہ سے پہلے پانی اور پھر فوراً ہی برف میں بدل جاتے ہیں جو کہ زمین سے بادل کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ یہ برف نرم ہوتی ہے۔ سردیوں میں بادل بننے کا عمل عموماً پینتیس ہزار سے چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتا ہے اور گرمیوں میں یہ عمل قدرے اونچا ہوجاتا ہے تقریباً چالیس ہزار سے پینتالیس ہزار فٹ کی بلند تک۔

ہوائی جہازوں میں جو ایندھن یا تیل استعمال ہوتا ہے اس میں انتہائی معمولی سا پانی بھی موجود ہوتا ہے جب یہ تیل جل کر دھوئیں کی شکل میں جہاز کے ایگزاسٹ سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ پانی کے چند قطرے بھی نکلتے ہیں۔اس وقت آسمان میں اس جگہ پر پہلے سے موجود بھاپ کے قطروں کی تعداد فی مربع گز 99.5 سے 99.7 فیصد ہوتی ہے۔اور جہاز سے نکلنے والا پانی فی مربع گز تقریباً 0.3فی صد ہوتا ہے۔ یہ معمولی سا پانی اس وقت فضا میں موجود پانی سے مل کر اسے 100فی صد پانی بنا دیتا ہے اور وہ فوراً ہی جم کر بادل کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔بعض اوقات یہ لکیریں بہت دیر تک قائم رہتی ہیں اور بعض لکیریں فوراً ہی مٹ جاتی ہیں۔ یہ سب جہاز کی اونچائی۔فضا کا اسی اونچائی پر درجہ حرارت اور فضا میں موجود پانی کے ذرات پر منحصر ہے۔چونکہ سردی اور گرمی میں درجہ حرارت جو کہ بلندی پر منفی ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے اس کی اونچائی کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔مگر ہوائی جہاز کی پرواز تمام سال ایک ہی بلندی پر رہتی ہے تقریباً زیادہ سے زیادہ پینتیس ہزار فٹ تک۔ اس لئے گرمیوں میں یہ لکیریں نہیں بنتیں۔

چونکہ لاہور کے اوپر سے لمبی مسافت کے بین الاقوامی ایئرلائنز کے ہوائی جہاز گزرتے ہیں جو کہ یورپ سے مشرق بعید کی طرف یا واپسی کا سفر کر رہے ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اونچائی سے گزرنے کی وجہ سے یہ لکیریں بنتی ہیں۔ بالکل اسی طرح موسم کے حساب سے ہوائی جہاز کی پرواز کے راستوں کے لحاظ سے کئی اور مقامات پر بھی بادل کی یہ لکیریں نظر آتی ہیں۔

خبریں
ملکی اخبارات میں سے

ڈاکٹر قدیر خان سے متعلق مزید معلومات فراہم کرنے کا مطالبہ

امریکی سفیر متعین پاکستان نے کہا ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی بند ہو چکی ہے۔ پاکستان کی پالیسی سے مطمئن ہیں تاہم ڈاکٹر قدیر کے ایران اور شمالی کوریا میں رابطوں سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر قدیر کی کہانی کا یہ پہلو پوشیدہ ہے۔

مزید معلومات نہیں دے سکتے

حکومت پاکستان نے کہا ہے کہ ڈاکٹر قدیر کے متعلق مزید معلومات نہیں دے سکتے۔ اس معاملہ کو اب ختم کیا جائے۔ امریکہ پاکستان کی شرائط پوری کر کے جدید ٹیکنالوجی سے لیس ایف 16 طیارے فراہم کرے۔

شمالی کوریا نے ایٹمی دھماکے کا اعلان کردیا

شمالی کوریا نے کہا ہے کہ امریکہ کی طرف سے دھمکیوں اور پابندیوں کے باوجود وہ مستقبل میں ایٹمی دھماکوں کا تجربہ کرے گا۔ یہ تجربہ امریکہ کے جوہری حملے اور پابندیوں کے بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر کر رہے ہیں۔ اس وقت زندگی اور موت کے دوراہے پر کھڑے ہیں۔ شمالی کوریا کی طرف سے ایٹمی دھماکے کے اعلان پر امریکہ، جاپان اور جنوبی کوریا نے سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ اعلان ناعاقبت اندیش اور اشتعال انگیز ہے۔ جواب دینے کی تیاری کررہے ہیں۔

افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت

افغان وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ پاکستان ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رہے۔ انہوں نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ صدر جنرل پرویز مشرف ناتجربہ کار سیاست دان ہیں۔ وہ خود اپنے ملک کی صورتحال سے مکمل آگاہ نہیں۔ ہم ان کے الفاظ کہ کرزئی اپنے ملک کی صورتحال سے مکمل آگاہ نہیں پر سخت احتجاج کرتے ہیں۔ افغان وزیر خارجہ نے الزام لگایا کہ پاکستان افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کررہا ہے۔

امن دشمن طاقتوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے

صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ امن دشمن طاقتوں کے عزائم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ بلوچستان میں قانون کی حکمرانی یقینی بنائی جائے گی۔ وزیرستان معاہدہ مثبت ثابت ہوا ہے۔

سنگین جرائم میں ملوث افراد کی کڑی نگرانی

وزیراعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ روایتی ناکے سودمند ثابت نہیں ہوئے۔ سنگین جرائم میں ملوث افراد کی رہائی کے بعد کڑی نگرانی کی جائے۔ ناکوں کے نظام کو سائنسی بنیادوں پر تشکیل دیا جائے۔ ناکوں پر شریف شہریوں کو پریشانی نہیں ہونی چاہئے۔ پولیس عوام سے رویہ درست کرے۔ پولیس افسر محکمے کے بارے میں شکایات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ وزیراعلیٰ نے صوبہ بھر کے ضلعی پولیس افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سنگین جرائم میں ملوث افراد کا ریکارڈ مرتب کیا جائے۔

20 لاکھ روزہ داروں کے لئے افطار ڈنر

رمضان المبارک کے موقع پر مسجد الحرام مکہ معظّمہ میں مختلف خیراتی اداروں کی طرف سے روزانہ 20 لاکھ روزہ داروں کو افطار ڈنر دیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ورلڈ اسمبلی آف یوتھ نے بھی عراق، فلسطین اور لبنان سمیت 33 ممالک میں افطار پروگرام شروع کیا ہے۔

اقوام متحدہ کے متوازی نئے ادارہ کی تجویز

امریکی ماہرین نے ملک کی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اقوام متحدہ کے متوازی ایک نئے ادارے کے قیام کی تجویز پیش کر دی ہے۔ جس کے ذریعہ طاقتور ممالک اپنے فیصلوں پر اقوام متحدہ اور سیکیورٹی کونسل سے رجوع کئے بغیر عملدرآمد کر سکیں گے۔ مختلف ممالک کو جمہوری اداروں اور اصولوں کے ساتھ وابستگی کا عزم کرتے ہوئے اتحاد میں شامل ہونے کا اختیار دیا جائے گا۔ مختلف خطرات پر توجہ دی گئی ہے۔ اسلامی فاشزم، عالمی اداروں میں اصلاحات، دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ، جمہوریت کا فروغ منصوبے کے اہم نکات ہیں۔

عراق میں 39 افراد ہلاک

عراقی دارالحکومت بغداد میں خودکش دھماکوں اور تشدد کے مختلف واقعات میں 6۔امریکی فوجیوں سمیت 39 افراد ہلاک ہو گئے۔

طیارہ اغوا

ترکی کے دو نوجوانوں نے کیتھولک چرچ کے پوپ بینی ڈکٹ کے نومبر میں مجوزہ دورہ ترکی کے خلاف احتجاج کے طور پر ترکش ائرلائنز کے ایک مسافر بردار طیارے کو اغوا کر لیا۔ جس میں 107 مسافر اور عملے کے 6 ارکان سوار تھے طیارہ البانیہ سے استنبول جا رہا تھا کہ یونان کی فضائی حدود میں اغوا کر لیا گیا۔ اٹلی کے دو ایف 16 طیاروں نے اسے اٹلی میں اترنے پر مجبور کر دیا۔

نائیجریا میں 20 فوجی ہلاک

نائیجیریا کے شہر لاگوس میں نامعلوم افراد نے فوجی قافلے پر حملے کر کے 20 کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ 5 فوجی شدید زخمی ہیں۔ واقعہ میں 3 گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔

FB
350/-
F.B
047-6212750

مددگار کارکنان کی ضرورت

❁ فضل عمر ہسپتال میں زیر تکمیل طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں خدمت کرنے کے لئے کارکنان درجہ چہارم کی ضرورت ہے۔ ایسے صحت مند خواتین و احباب جو اردو اور انگریزی لکھ پڑھ سکتے ہوں اپنی درخواستیں مورخہ 15/اکتوبر 2006 تک جمع کروائیں۔ درخواستیں صدر محلّہ/امیر صاحب جماعت سے تصدیق شدہ ہونی چاہیں۔ مورخہ 16اور 17/اکتوبر 2006ء کوانٹرویوز ہوں گے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

سانحہ ارتحال

❁ مکرم پروفیسر ادریس احمد صاحب فیکٹری ایریا احمد تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری رشید احمد صاحب ابن حضرت میاں مہرالدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود مورخہ 24/اگست 2006ء کو بقضائے الٰہی بعمر 73 سال وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے 27/اگست 2006ء کو بوقت ساڑھے نو بجے صبح دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں پڑھائی۔ عام قبرستان میں تدفین کے بعد برادرم مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب صدر محلّہ فیکٹری ایریا احمد نے دعا کرائی۔ مرحوم کے بچوں میں سے مکرم مظفر احمد صاحب آف سعودی عرب اور مکرمہ نصیرہ رووٴف صاحبہ آف کینیڈا بروقت پہنچ گئے تھے۔ ہمارے مرحوم بھائی نے کئی سال تک حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی حفاظت خاص میں خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ باری تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمارے مرحوم بھائی کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت اساتذہ

❁ نصرت جہاں اکیڈمی اردو میڈیم میں ہائی کلاسز کو کیمسٹری اور بیالوجی پڑھانے والے اساتذہ کرام کی ضرورت ہے۔ خدمت سلسلہ کا جذبہ رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں مع اسناد کی نقول بنام چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن تحریر کر کے خاکسار کو جلد از جلد بھجوا دیں۔ درخواست صدر صاحب حلقہ/امیر جماعت کی تصدیق شدہ ہو۔

قابلیت:۔ایم۔ایس۔سی/بی۔ایس۔سی
ایم۔ایڈ/بی۔ایڈ اضافی قابلیت شمار ہوگی

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی اردو میڈیم سکول)

C.P.L. 29-FD

ربوہ میں سحر و افطار 5۔اکتوبر

طلوع فجر	4:43
طلوع آفتاب	6:02
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:51

ناصر دواخانہ
PH:047-6212474 Fax:5213606

حکیم عبدالحمید اعوان کا چشمہ فیض

مطب حمید
0300-6229207
E-mail: mata_hameed@yahoo.com
E-mail: mata_hameed@hotmail.com